ریڈیو پاکستان کراچی کے مشاعرے

گزشتہ صدی تک ابلاغ عامہ کا دائرہ مطبوعہ صحافت تک محدود تھا، جس میں اخبارات رسائل اور کتابیں شامل تھیں مگر عہد حاضر میں جب ہم ابلاغ عامہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس میں مطبوعہ صحافت کے تمام ذریعوں کے ساتھ تمام برقی ذرائع بھی شامل ہو جاتے ہیں جس میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، انٹرنیٹ کے تمام ذرائع شامل ہیں جو خبر کی ترسیل کے جدید ترین ذرائع ہیں اس طرح عہد حاضر میں ابلاغ عامہ کا دائرہ بہت بسیط ہو چکا ہے۔ ذرائع ابلاغ جہاں پیغامات اور خبروں کی ترسیل کا وسیلہ ہیں علم وادب کے فروغ کا بھی ایک اہم ترین ذریعہ ہیں۔ عہدِ قدیم ہو یا جدید، صحافت ہو یا ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ سب نے علم وادب کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا اور کر رہے ہیں۔

شعر وشاعری کا ذوق اور مشاعروں کا انعقاد ہماری تمدنی زندگی کا حصہ اور ہماری ادبی روایتوں میں شامل رہا ہے۔ مشاعروں کے فروغ کے سلسلے میں بھی مطبوعہ ذرائع ابلاغ کے ساتھ برقی ذرائع بھی اہم خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

برقی ذرائع ابلاغ میں قدامت کے لحاظ سے ریڈیو کو اوّلیت حاصل ہے۔ ہندوستان میں ریڈیو نشریات کا آغاز بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں ۲۳ر جولائی ۱۹۲۷ء کو بمبئی ریڈیو اسٹیشن کے قیام سے ہوا۔ آل انڈیا ریڈیو سے ابتدا ہی سے علمی وادبی پروگرام نشر کیے گئے جن میں مشاعرے بھی شامل تھے۔ تقسیم سے قبل براڈ کاسٹ کیے جانے والے پہلے مشاعرے کے حوالے سے نہال احمد لکھتے ہیں:

> "The first radio musha'ara was broadcast from Bombay station at that time Z.A Bokhari was organized in connection with the anniversary of the poet Dagh Dehlavi" [1]

بمبئی میں حکیم مرزا حیدر بیگ دہلوی، یوم اقبال کے حوالے سے ہر سال مشاعرہ کرواتے تھے جسے کو آل انڈیا ریڈیو نشر کرتا تھا۔

دہلی میں یکم جنوری ۱۹۳۶ء کو ریڈیو اسٹیشن کا قیام عمل میں آیا۔ یہاں سے علمی وادبی نوعیت کے پروگرام،

تقاریر، مباحثے، ڈرامے، میوزیکل فیچر اور مشاعرے بھی نشر ہوا کرتے تھے:

"دلّی ریڈیو اسٹیشن سے پہلا مشاعرہ مرزا داغ دہلوی کی برسی پر منعقد کیا گیا تھا، جس میں داغ کے شاگردوں نواب سراج الدین سائل اور بیخود دہلوی کے علاوہ سیماب اکبرآبادی، جوش ملسیانی اور نوح ناروی کے علاوہ دیگر شعرائے کرام نے حصہ لیا۔"[۲]

دہلی ریڈیو اسٹیشن، ہندوستان کا سب سے بڑا اسٹیشن تھا اس وجہ سے یہاں منعقد ہونے والے مشاعروں میں دیگر شہروں کے شعرا بھی شرکت کرتے تھے۔ دہلی ریڈیو سے استاد شعرا کی برسی کے موقعے پر مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ بہادر شاہ ظفر کی برسی کے موقعے پر طرحی مشاعرہ ہوا تھا، استاد شیخ ابراہیم ذوق کی برسی پر منعقدہ مشاعرے میں فراق گورکھپوری نے ذوق کی شخصیت اور فن پر تقریر بھی کی تھی۔ آل انڈیا ریڈیو، ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والے مشاعرے بھی نشر کرتا تھا۔

بمبئی اور دہلی کے علاوہ دوسرے شہروں کے اسٹیشن بھی مشاعروں کا انعقاد کرتے تھے۔ لکھنؤ ریڈیو کے مشاعروں کا ذکر کرتے ہوئے علی جواد زیدی لکھتے ہیں:

"لکھنؤ ریڈیو اسٹیشن سے کئی نئی باتیں شروع ہوئیں مثلاً یہیں سے پہلے پہل ہندی اردو کے مشترک مشاعرے براڈ کاسٹ ہوئے، اس میں جوش ملیح آبادی، سردار جعفری، علی جواد زیدی وغیرہ اردو کی طرف سے، بھگوتی چرن ورما، ہربنس رائے بچن، ماکھن لعل چترویدی اور ودیاوتی کوکل وغیرہ ہندی کی جانب سے شریک ہوتے تھے۔"[۳]

لکھنؤ ریڈیو سے تیسری دہائی کے خاتمے پر لکھنؤ کے نووارد شعرا کا ایک مشاعرہ بھی براڈ کاسٹ کیا گیا تھا جس میں فیض، مجاز، علی سردار جعفری، جذبی، علی جواد زیدی، اور مخدوم نے شرکت کی تھی اس مشاعرے کی بدولت نئے شعرا کو بڑی مقبولیت ملی اور اس کے بعد ان کے مجموعۂ کلام بھی شائع ہونے لگے۔

آل انڈیا ریڈیو کے ایک مشاعرے کا ذکر عزیز حامد مدنی نے بھی کیا ہے، یہ نئی شاعری کے نمائندہ شعرا کا مشاعرہ تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ غالباً ۱۹۴۱ کی بات ہے آل انڈیا ریڈیو سے نئی شاعری کے نمائندہ شعرا کا ایک مشاعرہ براڈ کاسٹ ہوا۔ مشاعرے کی صدارت ڈاکٹر تاثیر نے کی... اس بزم کے بزرگ ترین شاعروں میں سیماب اکبرآبادی، حفیظ جالندھری اور تاثیر تھے اور نوجوان شعرا میں فیض، مجاز، راشد، احسان دانش، روش صدیقی، جذبی غالباً سب سے کم عمر ۲۵ سالہ احمد ندیم قاسمی تھے۔"[۴]

اس مشاعرے میں مجاز نے اپنی نظم "خوابِ سحر"، فیض نے "موضوعِ سخن"، راشد نے "خودکشی"، احمد ندیم قاسمی نے "نیا ساز نئی تان" سنائی، یہ نظمیں بعد میں نقادوں اور قارئین کی توجہ کا مرکز رہیں تمام شاعروں

کی نظمیں ڈاکٹر تاثیر کے مختصر مقالے کے ساتھ آل انڈیا ریڈیو کے رسالے ''آواز'' کے ۶ ۲ ۱ ۔ ۱۹۴۱ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھیں۔

لاہور میں ریڈیو اسٹیشن کا قیام ۱۹۳۷ء میں ہوا۔ لاہور، ادب و فن کا مرکز رہا ہے ہر دور میں اپنے وقت کے نام ور ادیب اور شاعر یہاں مقیم رہے، اس وجہ سے یہاں ادبی محفلیں اور مشاعرے باقاعدگی سے ہوتے رہے ہیں۔ ریڈیو اسٹیشن بھی ان دنوں علمی اور ادبی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا۔ تمام ادیب اور شعرا اکثر و بیش تر آیا کرتے تھے اور اسے اپنے لیے باعث افتخار خیال کرتے تھے۔ اپریل، مئی میں ہونے والے ایک مشاعرے کی روداد ڈاکٹر اقبال اسدی نے حمید نسیم کی کتاب ''ناممکن کی جستجو'' کے حوالے سے تحریر کی ہے۔ اس مشاعرے کا اہتمام حفیظ ہوشیار پوری نے کیا تھا اس مشاعرے میں ناصر کاظمی، احمد ندیم قاسمی، احسان دانش، حمید نسیم، صوفی تبسم، یاس یگانہ چنگیزی کے علاوہ دیگر کئی شعرا شریک ہوئے تھے۔

مشاعرے کا آغاز ناصر کاظمی کے کلام سے ہوا انھوں نے درجِ ذیل غزل پڑھی:

کچھ اپنا ہوش تھا نہ کسی کا خیال تھا
یوں بھی گزر گئی شبِ فرقت کبھی کبھی[۵]

پشاور ریڈیو اسٹیشن، برصغیر کا تیسرا اور پاکستان کا قدیم ترین ریڈیو اسٹیشن ہے یہاں بھی ادبی پروگراموں کے سلسلے میں اکثر و بیشتر مشاعروں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ مئی ۱۹۴۵ء میں برطانوی سرکار نے جشن فتح منانے کا پروگرام بنایا تو اس سلسلے میں ریڈیو سے فتح کی خوشی میں مختلف پروگرام نشر کیے گئے، ایک مشاعرے کا بھی اہتمام کیا گیا اس میں مقامی شعرا کے علاوہ دیگر شہروں سے بھی شعرائے کرام کو مدعو کیا گیا تھا۔ ۱۹۴۶ء میں بھی ایک مشاعرہ ہوا تھا جس میں لاہور سے ضیا جالندھری، یوسف ظفر، بھٹی صاحب، ناصر کاظمی اور دیگر شعرا نے شرکت کی۔ مقامی شاعروں میں جگر پشاوری اور ضیا سرحدی شامل کو مدعو کیا گیا۔

آزادی کے بعد دونوں ممالک کے ریڈیو اسٹیشن مشاعروں کا اہتمام کرتے رہے۔ آل انڈیا ریڈیو دہلی نے ''۱۰ اپریل ۱۹۵۵ کو اساتذہ کا مشاعرہ''[۶] منعقد کیا اس مشاعرے کی انفرادیت یہ تھی کہ اس میں صرف بزرگ شعرا کو مدعو کیا گیا تھا۔ سب سے کم عمر شاعر استاد نجم آفندی تھے جن کی عمر اکسٹھ سال تھی۔ شریک شعرا میں بیخود دہلوی، زار دہلوی، دل شاہجہاں پوری، ناطق گلاٹھوی، نوح ناروی، تلوک چند محروم، جوش ملیسانی، مانی جائسی، حیرت بدایونی، جگر بریلوی، محوی لکھنوی اور نجم آفندی شامل تھے اس مشاعرے کے شریک شعرا کی تصویریں اور غزلیں جون ۱۹۵۵ء کے ''آج اور کل'' دہلی میں شائع ہو چکی ہیں۔

قیامِ پاکستان کے وقت یہاں تین ریڈیو اسٹیشن، ڈھاکہ، لاہور اور پشاور میں موجود تھے۔ ۱۹۴۸ء میں

ریڈیو اسٹیشن راول پنڈی اور کراچی میں قائم کیے گئے۔ پاکستان کے تمام ریڈیو اسٹیشن علمی و ادبی پروگراموں میں باقاعدگی سے ہفتہ وار، پندرہ روزہ اور ماہ وار مشاعروں کا انعقاد کرتے تھے۔ ایک زمانے میں کراچی ریڈیو اسٹیشن ہر ہفتے مشاعرے کا اہتمام کرتا تھا ان دنوں ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والے شعرا کی ایک بڑی تعداد کراچی میں مقیم تھی یہ شعرا اس مشاعرے کی رونق ہوا کرتے تھے۔

آزادی کے ابتدائی سالوں میں ریڈیو حیدر آباد پر ہونے والے ایک مشاعرے کا ذکر کرتے ہوئے تابش دہلوی لکھتے ہیں:

> ''ایک کُل پاکستان طرحی مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔ مصرع طرح تھا 'خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں' کراچی سے جگر صاحب، ماہر القادری، ارم لکھنوی، اقبال صفی پوری، ادیب سہارن پوری، سراج الدین ظفر اور پاکستان کے دوسرے علاقوں کے شعرا بھی مدعو تھے۔''۷

تابش دہلوی نے کوئٹہ کے ایک مشاعرے کا ذکر بھی کیا ہے جو کوئٹہ ریڈیو اسٹیشن کے افتتاح کے موقعے پر ہوا تھا اور زیڈ۔ اے بخاری جو اس وقت کنٹرولر ریڈیو پاکستان تھے کوئٹہ تشریف لائے تھے اسی مشاعرے میں جگر مراد آبادی نے بھی شرکت کی تھی۔ کوئٹہ ریڈیو سے ہونے والے مشاعروں کا ذکر جمیل زبیری نے بھی کیا ہے وہ ایک طویل مدت تک ریڈیو سے وابستہ رہے ہیں آپ اُن چند خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے قیام پاکستان کے بعد جب قائد اعظم پاکستان تشریف لائے تو ایئر پورٹ پر ان کا استقبال کیا تھا وہ تحریر کرتے ہیں:

> ''ان دنوں کوئٹہ ریڈیو پر مشاعرے بھی بڑے اہتمام سے کیے جاتے تھے جس میں اردو کے، پنجابی، پشتو، بلوچی اور براہوی کے شعرا بھی شرکت کرتے تھے۔''۸

کراچی ریڈیو اسٹیشن ۱۴ اگست ۱۹۴۸ء کو قائم ہوا یہ پاکستان کی آزادی کی پہلی سالگرہ کے ساتھ ساتھ کراچی ریڈیو کی نشریات کا پہلا دن بھی تھا اس خاص موقعے کی مناسبت سے پروگرام ترتیب دیے گئے تھے جن میں مشاعرہ بھی شامل تھا کیوں کہ مشاعرہ ہماری تہذیب و ثقافت کا آئینہ دار ہے۔ علم و ادب کے فروغ میں اس ادارے کی خدمات مسلمہ ہیں۔ ریڈیو نے اپنے آغاز سے مشاعرے کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ نشریات کے پہلے ہی دن مشاعرے کا انعقاد بھی اس امر کو ظاہر کرتا ہے:

> ''نشریات کے پہلے ہی دن رات سوا گیارہ بجے ایک مشاعرے کا انعقاد کیا گیا جو بارہ بجے تک جاری رہا اس مشاعرے میں ملک کے نامور شعرا نے شرکت کی جن میں حفیظ جالندھری، ڈاکٹر تاثیر، سید آل رضا، رئیس امروہوی، نہال سیوہاری، صبا اکبر آبادی، ارم لکھنوی، قمر جلالوی کے علاوہ مزاحیہ شاعر ظریف جبل پوری اور مجید لاہوری کے نام نمایاں تھے۔''۹

پہلے دن کے اس مشاعرے کی تفصیل حمید نسیم نے بھی اپنی کتاب ''ناممکن کی جستجو'' میں تحریر کی ہے۔ اس

مشاعرے میں نہال سیوہاری کی غزل کا ایک مصرع حاصل مشاعرہ قرار دیا گیا تھا:

گزر گیا ہے کون اپنے خوں سے کھیلتا ہوا

ارم لکھنوی کی غزل کو بھی بہت داد ملی تھی جس کا مطلع تھا:

''ہم باغ تمنا میں دن اپنے گزار آئے
آئی نہ بہار آخر شاید نہ بہار آئے۔''۱۰

ریڈیو پر اسی سال شعرا کی غزل خوانی کا ایک پروگرام بھی شروع کیا گیا تھا پندرہ منٹ دورانیے کا یہ پروگرام نو بجے شب پیش کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے کے پانچ پروگرام نشر کیے گئے اس پروگرام کا نام ''دیوان'' تھا جس میں بالترتیب ۲۳ر اکتوبر کو رئیس امروہوی، ۱۹ر نومبر کو سیماب اکبر آبادی، ۳ر دسمبر کو مجید لاہوری، ۱۷ر دسمبر کو ادیب سہارن پوری اور ۳۱ر دسمبر کو رشید تبسم نے اپنا کلام سنایا۔ یہ پروگرام شاعر اور سامع کے درمیان رابطے کی ایک اچھی کوشش تھی جسے بہت سراہا گیا۔

مشاعروں کو ریڈیو پاکستان کے پروگراموں سے قابل ذکر مقبولیت حاصل ہوئی۔ عوام کی درخواست پر ۱۹۴۹ء میں ''پندرہ محافل مشاعرہ'' منعقد کی گئیں۔۱۱

یکم جنوری ۱۹۴۹ء کو قائداعظم کی درس گاہ سندھ مدرستہ الاسلام میں روزنامہ ''ڈان'' کے زیرِ اہتمام ایک کل پاکستان مشاعرے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس میں حفیظ جالندھری، سیماب اکبر آبادی، ڈاکٹر تاثیر، ماہر القادری، شوکت تھانوی، احسان دانش کے علاوہ کئی نام ور شعرائے کرام نے شرکت کی تھی۔ اس مشاعرے کو ریڈیو پاکستان کراچی اسٹیشن سے براہِ راست نشر کیا گیا تھا جس کے لیے خصوصی انتظامات کیے گئے تھے۔ اس کے بعد نو ماہ تک کوئی مشاعرہ نہیں ہوا کراچی کا یہ عارضی ریڈیو اسٹیشن بحیرۂ عرب کے ساحل پر انٹیلی جینس اسکول کے خیمہ بیرکوں میں قائم تھا اس بے سرو سامانی کے عالم میں ریڈیو پروگراموں کا باقاعدگی سے نشر ہونا ریڈیو کے عملے کی بہترین کارکردگی کا مظہر ہے۔

مشاعروں کے حوالے سے اکتوبر ۱۹۴۹ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ''بزم مشاعرہ'' کے نام سے ہر ہفتے محفل مشاعرہ کا انعقاد کیا جائے یکم اکتوبر ۱۹۴۹ء سے ۳۱ر دسمبر ۱۹۴۹ء تک یہ محافل باقاعدگی سے منعقد کی گئیں اور ملک کے نام ور شعرائے کرام کو مدعو کیا گیا جن کے اسمائے گرامی اور کلام کا انتخاب درجِ ذیل ہے:

۱) جناب سیماب اکبر آبادی
۲) جناب ضیا اکبر آبادی
۳) جناب جمیل الدین عالی
۴) جناب مجید لاہوری
۵) جناب ڈاکٹر یاور عباس
۶) جناب رئیس امروہوی

۷) جناب حبیب احمد جالب
۸) جناب زیبا ردولوی
۹) جناب ادیب سہارن پوری
۱۰) جناب نصیر حیدر
۱۱) جناب جمال پانی پتی
۱۲) جناب شجاع احمد زیبا
۱۳) جناب سعید دہلوی
۱۴) جناب بادشاہ ثمر مرزا لکھنوی
۱۵) جناب اطہر نفیس
۱۶) جناب فیق خاور
۱۷) جناب جمیل نقوی
۱۸) جناب ساحر عباس
۱۹) جناب ناصر کاسگنجوی
۲۰) جناب سید نصیر کیفی
۲۱) جناب نہال سیوہاروی
۲۲) جناب عارف جلالی
۲۳) جناب شجاع الرحمٰن اثر
۲۴) جناب رشید تبسم
۲۵) جناب راغب مرادآبادی
۲۶) جناب فضل احمد حرمان
۲۷) جناب ارشد بدایونی
۲۸) جناب فاروق محشر بدایونی
۲۹) جناب اشتیاق حسین اظہر
۳۰) جناب اسد ملتانی
۳۱) جناب سید آل رضا لکھنوی
۳۲) جناب طالب چارجوی [۱۲]

سیماب اکبرآبادی:
تعمیر میں حیات کی جو کام آ گیا
اس ذرۂ حقیر کی قیمت نہ پوچھیے

سید آلِ رضا لکھنوی:
کہتے ہیں لوگ آپ کو مجھ سے ہے اک لگاؤ
یہ واقعہ بھی خوب ہے تہمت بھی خوب ہے

جمیل نقوی:
پھر بجلیوں کو میرے نشیمن کی ہے تلاش
پھر اہتمامِ جشنِ بہاراں ہوا تو ہے

طالب چارجوی:
راہِ طلب میں جذبۂ کامل کو جس کے ساتھ
خود اس کو ڈھونڈ لیتی ہے منزل کبھی کبھی

اشتیاق حسین اظہر:
موت بن سکتی ہے پیغامِ حیات
صرف جینے کی تمنا چاہیے!

جمیل الدین عالی: یہاں تو کچھ بھی نہیں شورش جرس کے سوا
سمجھ رہا تھا کہ رفتار کائنات ہے تیز

حبیب جالب: عمر ہو جائے اسی شغلِ مسلسل میں تمام
تم نئے انداز سیکھو ہم جگر پیدا کریں[۱۳]

۱۹۵۰ء میں ریڈیو پاکستان کی تاریخ کے سب سے زیادہ مشاعرے پیش کیے گئے جن کی مجموعی تعداد ۴۵ تھی ان میں چار تمثیلی مشاعرے بھی شامل تھے۔ ''بزمِ مشاعرہ'' کے سلسلے کے مشاعرے ہر ہفتے کی شب نشر کیے جاتے رہے۔

۴ رفروری کو ''یادِ رفتگاں'' کے نام سے جو مشاعرہ ہوا اس میں مرحوم شعرا کا کلام تمثیلی انداز میں پیش کیا گیا۔

''دلّی کے مشاعرے'' کے عنوان سے تین تمثیلی مشاعرے ۲۲ رمارچ، ۱۱ راپریل اور ۷ رجولائی کو دورِ متقدمین، متوسطین اور متاخرین کے کی نمائندگی کرنے والے مشاعرے نشر کیے گئے۔

۶ رستمبر کو خواتین کا مشاعرہ منعقد کیا گیا۔

۱۹۵۰ء کے مشاعروں میں ڈاکٹر یاور عباس، ادیب سہارن پوری، نہال سیوہاروی، حشم لکھنوی، کوکب شادانی، شاہ نور اختر، جلیل قدوائی، سیماب اکبر آبادی، افضل صدیقی، نازش حیدری، صہبا اختر علیگ، انور دہلوی، عزیز بھوپالی، ہادی مچھلی شہری، رشید تبسم، علی نصرت زیدی، سلیم احمد سلیم، مظفر حسین شمیم، جمیل الدین عالی، راغب مراد آبادی، رئیس امروہوی اور دیگر شعرا نے شرکت کی۔ چند شعرائے کرام کے کلام کا انتخاب درجِ ذیل ہے۔

سیماب اکبر آبادی: میں ہوں جہاں وہاں ہے نظر کا گماں کہاں
ہے عصمت جمال کو تابِ نظر کہاں

کوثر دہلوی: روح نشاط، جانِ طرب، مایہ سرور
اب اور کیا کہوں تیرے کیف نظر کو میں

جلیل قدوائی: رنجش ذرا سی ان سے ہوئی تھی جو شام کو
اس کا اثر نہ دل سے میرے تا سحر گیا

مظفر حسین شمیم: توڑ کر سرحدِ ادراک کی زنجیروں کو
تیرے دیوانے خدا جانے کہاں تک پہنچے

زیبا ردولوی: جو ہمت ہے مجھ کو سنبھالیں دو عالم
کسی کی نظر سے گرا چاہتا ہوں
رشید تبسم: دل کے ہجوم شوق تمنا کو کیا کروں
دنیا سے بے نیاز ہوں دنیا کو کیا کروں[۱۴]

۱۹۵۱ء میں ۱۵ مشاعرے منعقد کیے گئے جن میں ملک کے نام ور شعرائے کرام نے اپنا کلام سنایا۔
۱۹۵۱ء کے مشاعروں میں پڑھے جانے والے کلام کا انتخاب درج کیا جاتا ہے۔

نہال سیوہاروی: کس درجہ تیرے عشق کی منزل ہے پُر خطر
آتی ہے شش جہت سے یہ آواز دیکھنا[۱۵]
آغا سرخوش دہلوی: فرصتِ نظارہ کیسی مہلتِ دیدار کیا
بے محابا وقت کے دھارے پہ بہنا ہے ہمیں
ذوالفقار علی بخاری: بسائی میں نے جو قلبِ حزیں میں
وہ دنیا کام آئی کار دیں میں
سبھی کچھ پاؤ گے دنیا میں پیارے
محبت پاؤ گے لیکن ہمیں میں
ڈاکٹر یاور عباس: نہ جب کوئی سمجھ سکا نہ جب سمجھ میں آ سکے
عیاں خود آپ کو کیا رموز کائنات میں
فریضۂ نظر ہے یہ ہر ایک شے کو دیکھیے
بڑھا دیا ہے شوق کو جہاں کے حادثات نے[۱۶]

مشاعروں کے ساتھ شعرا کی غزل خوانی کے پروگراموں کا سلسلہ بھی جاری رہا۱۹۴۹ء میں اس سلسلے کا ایک پروگرام پیش کیا گیا جس میں اسد ملتانی نے اپنا کلام سنایا۱۹۵۱ء میں اس سلسلے میں مولانا حسرت موہانی کو مدعو کیا گیا۔ یہ پروگرام ۳ر جنوری ۱۹۵۱ء کو نشر کیا گیا۔

۱۹۵۳ء میں چار مشاعرے منعقد کیے گئے۔[۱۷]

۴ر فروری کو منعقدہ مشاعرے کا عنوان ''یادِ رفتگاں'' تھا اس مشاعرے میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو جانے والے شعرا کا کلام انھیں کی آواز میں پیش کیا گیا۔

۱۴ر اگست ۱۹۵۳ء کو دوسرا مشاعرہ یومِ آزادی پر ہوا مدعو شعرائے کرام میں ارم لکھنوی، بہزاد لکھنوی،

اسلم فرخی، شعیب حزیں، سلیم گیلانی، محشر بدایونی، تابش دہلوی اور افضل صدیقی شامل تھے جنھوں نے یومِ آزادی کی مناسبت سے کلام سنایا۔

۲۱راگست کے مشاعرے میں سلیم احمد، تابش دہلوی، شعیب حزیں، بہزاد لکھنوی اور ارم لکھنوی نے شرکت کی۔

۲۰رنومبر ۱۹۵۳ء کے منعقدہ مشاعرے میں شعرائے کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔ یہ مشاعرہ عید میلاد النبی کی مناسبت سے پیش کیا گیا تھا شعرائے کرام میں افضل صدیقی، سلیم احمد، شعیب حزیں، اسلم فرخی، بہزاد لکھنوی، ارم لکھنوی اور محشر بدایونی نے شرکت کی۔

مذکورہ مشاعروں میں شریک چند شعرائے کرام کی غزلوں کے مطلعے ذیل میں درج ہیں۔

اسلم فرخی: بستی بستی ڈھونڈ چکے اب اور کوئی اقدام کرو
صحرا صحرا گھوم کے دیکھو وحشی آہو رام کرو

سلیم احمد: تیرے سانچے میں ڈھلتا جا رہا ہوں
تجھے بھی کچھ بدلتا جارہا ہوں

تابش دہلوی: عمر کٹی ہے بے چینی میں بارے اب آرام سے ہیں
عشرتِ محرومی تو ملی ہر چند کہ ہم ناکام سے ہیں

ارم لکھنوی: کچھ ولولے تھے دل میں بڑے بانکپن کے ساتھ
ہم بھی گئے جہاں سے اسی انجمن کے ساتھ

محشر بدایونی: پھر صبا مشکبو مشکبو آئی ہے
پھر تری زلفِ پیچاں کو چھو آئی ہے[۱۸]

مشاعروں نے اردو شاعری کے فروغ میں ہمیشہ فعال کردار ادا کیا۔ اس سلسلے میں طرحی مشاعروں کا رواج ابتدا سے رہا ہے۔ طرحی مشاعرہ ایک کسوٹی ہوا کرتا تھا جس پر شاعر کے کمال فن کی جانچ کی جاتی تھی ریڈیو کراچی نے مشاعرے کی اس قدیم روایت کو پھر سے رواج دیا۔ ۱۹۵۴ء میں قدیم شعرا کے یادگار طرحی مشاعروں کا آغاز کیا گیا۔ پہلا یادگاری مشاعرہ خواجہ میر درد کی یاد میں منعقد کیا گیا جس میں شعرائے کرام نے میر درد کی زمین میں کہی گئی غزلیں پڑھیں جنوری ۱۹۵۴ء میں ہونے والے مشاعرے کے چند منتخب اشعار درج کر رہے ہیں:

سحاب قزلباش: آدمی اک تضاد باہم ہے
کبھی جنت کبھی جہنم ہے
شان الحق حقی: امید کے افق سے نہ اٹھا غبار تک
دیکھی اگرچہ راہ خزاں سے بہار تک
جمیل الدین عالی: ان اداؤں سے بھی بہل نہ سکے
شاید اپنا مزاج ہی غم ہے
عبدالحمید عدم: لا اگر کچھ سبو میں شبنم ہے
باغِ ہستی میں روشنی کم ہے[19]

دوسرا مشاعرہ مرزا رفیع سودا کی یاد میں منعقد کیا گیا جس میں شہر کے نام ور شعرا مدعو کیے گئے جنھوں نے سودا کی زمین میں غزلیں پڑھیں چند غزلوں کے مطلعے ملاحظہ کیجیے:

صہبا لکھنوی: کہنے کو عام رسم شکایات ہو گئی
لب تک نہ آئی بات مگر بات ہو گئی
زہرہ نگاہ: گزری شبِ فراق یہ کیا بات ہو گئی
ہم دن سمجھ رہے تھے وہی رات ہو گئی
نظر حیدرآبادی: اکثر کسی سے یوں تو ملاقات ہو گئی
لیکن یہ کم ہوا کہ کوئی بات ہو گئی
شاہ نواز اختر اجمیری: جب ہر طرف سے یورشِ آفات ہو گئی
مانوس ہم سے گردش حالات ہو گئی

۴ر جولائی ۱۹۵۴ء کو خدائے سخن میر تقی میر کی یاد میں مشاعرہ ہوا۔
نومبر ۱۹۵۴ء میں مشاعرہ بیادِ انشاء منعقد کیا گیا۔
دسمبر ۱۹۵۴ء میں مرزا اسداللہ خاں غالب کی یاد میں مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔
مشاعرہ بیادِ میر تقی میر میں پڑھی گئی غزلوں کا انتخاب پیش خدمت ہے۔

محشر بدایونی: ہائے ان کشتیوں کی غرقابی
جن کا ساحل نے انتظار کیا

ادیب سہارن پوری: کس عرش کے تارے ہیں یہ اربابِ محبت
غم راہزنی کا نہ انھیں راہبری کا

سلیم احمد: شہرہ ہے یہ جس آگہی دیدہ وری کا
بدلا ہوا رخ ہے وہ مری بے خبری کا

زہرہ نگاہ: اس نے آنکھوں کی زندگی چھینی
عمر بھر جس کا انتظار رہا

صبا اکبرآبادی: بیمار کی نبض آ گئی اب دستِ اجل میں
کب آئے ہو جب وقت نہیں چارہ گری کا

مجید لاہوری: میخانے میں آتی ہے خبر کون و مکاں کی
الزام ہے رندوں پہ مگر بے خبری کا[20]

ان یادگاری مشاعروں کا ذکر ڈاکٹر اسلم فرخی نے بھی اپنے ایک مضمون میں کیا ہے آپ ریڈیو کے ابتدائی زمانے میں ریڈیو سینٹر کراچی سے وابستہ رہے ہیں وہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''کیا یادگار طرحی مشاعرے ہوتے تھے خواجہ میر درد کی یاد میں ایک مشاعرہ ہوا جس میں سیماب قزلباش نے یہ شعر:

بجھ چلے ہیں چراغِ دیر و حرم
دل جلاؤ کہ روشنی کم ہے

پڑھ کر مشاعرہ لوٹ لیا تھا۔

حفیظ ہوشیار پوری کا مومن کی زمین میں شعر:

جب کیا ہم نے کبھی عشق پشیمان ہوئے
زندگی ہے تو ابھی اور پشیماں ہوں گے

اور ادیب سہارن پوری کا شعر:

کون اس طرز جفائے آسماں کی داد دے
پھونک ڈالا باغ، نخلِ آشیاں رہنے دیا

ان مشاعروں کی وجہ سے ذہن میں محفوظ شاعروں میں مولانا حسرت موہانی، جگر صاحب، فراق، مجاز، حفیظ اور سالک کے نام یاد آتے ہیں۔''[21]

۱۹۵۵ء میں بزم مشاعرہ کے پانچ پروگرام نشر کیے گئے اس کے علاوہ ایک خواتین مشاعرے کا اہتمام ۲۱ر ستمبر کو کیا گیا جس میں سیماب قزلباش، نوروزی زم زم، زہرہ نگاہ، اقبال نگار، کنیز فاطمہ حیا اور سرور بیگم رضوی نے شرکت کی۔

۱۹۵۶ء میں نو مشاعرے نشر کیے گئے اس کے علاوہ ۲۴ر جون ۱۹۵۶ء کو انیسویں صدی کے وسط کے ایک مشاعرے کی تمثیل پیش کی گئی جس میں لکھنؤ میں واجد علی شاہ کے دور کے شعرا میں جلال لکھنوی، امیر مینائی، محسن کاکوروی، رند صبا وغیرہ دہلی سے غالب اور ذوق کو شامل کیا گیا تھا۔

۱۹۵۷ء میں صرف تین مشاعرے منعقد کیے گئے۔

۱۹۵۸ء میں سات مشاعروں کا انعقاد درجِ ذیل تاریخوں کو کیا گیا۔

۲۴ر فروری، ۲۳ر مارچ، ۳۱ر مارچ، ۱۴ر اگست، ۲۴ر اگست، ۲۵ر نومبر اور ۲۹ر دسمبر۔ ۲۳ر مارچ کا مشاعرہ یومِ پاکستان اور ۱۴ر اگست کا یوم آزادی کے حوالے سے تھا جس میں شعرا نے ملی جذبات کا اظہار کیا۔

۱۹۵۹ء میں چار مشاعرے ۲۴ر جون، ۲۹ر جون، ۱۴ر اگست اور ۳۰ر نومبر کو پیش کیے گئے۔ ۳۰ر نومبر کے مشاعرے میں ساقی فاروقی، فرید جاوید، نظر جعفری، صہبا اختر، ادیب سہارن پوری، سلیم احمد سلیم، قمر جمیل، اقبال صفی پوری، شان الحق حقی، ظریف جبل پوری، سید محمد جعفری اور استاد قمر جلالوی نے شرکت کی۔ چند اشعار درجِ ذیل ہیں۔

ادیب سہارن پوری:
بھلی ہی لگی ہر بری بات اس کی
بہت ہم نے چاہا برا مان جائیں

صہبا اختر:
جمے ہیں عارضِ انساں پہ آنسوؤں کے غبار
بدل سکو تو بدل دو یہ زندگی کے کفن

اقبال صفی پوری:
بہت ہے شور اجالوں کا پھر بھی اے اقبال
بھٹک رہا ہے اندھیروں میں آدمی جیسے

ساقی فاروقی:
راتوں میں گونجتی ہے سدا ایک ہی صدا
اے صاحبانِ درد بکھرنا ضرور ہے

۱۹۶۰ء میں سات مشاعرے ۳۰ر جنوری، ۳۰ر مارچ، ۳۰ر اپریل، ۳۰ر مئی، ۳۰ر ستمبر، ۳۰ر اکتوبر اور ۳۱ر دسمبر کو نشر کیے گئے ۳۰ر ستمبر کا مشاعرہ عید میلاد النبی کے حوالے سے نعتیہ مشاعرہ تھا۔ ان مشاعروں میں مقامی شعرا شرکت کرتے تھے۔ ہر مشاعرہ رات ساڑھے نو بجے پیش کیا جاتا تھا اور اس کا دورانیہ ایک گھنٹہ ہوتا تھا۔

۱۹۶۱ء میں چار مشاعرے منعقد کیے گئے۔ پہلا مشاعرہ ۳۰ر جنوری، دوسرا ۲۰ر مئی کو کل پاکستان مشاعرہ تھا جس میں قمر جلالوی، صوفی غلام مصطفیٰ تبسم، سحاب قزلباش، احسان دانش، تابش دہلوی، سید آلِ رضا، حمید نسیم، احمد فراز، محشر بدایونی، سید عابد علی عابد، عندلیب شادانی، ضیا جالندھری، ناصر کاظمی اور حمایت علی شاعر نے اپنا کلام سنایا۔

تیسرا مشاعرہ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۶۱ء کو فوجی انقلاب کی تیسری سالگرہ پر منعقد کیا گیا تھا۔

چوتھا مشاعرہ ۳۰ر دسمبر کو ہوا۔

۱۹۶۲ء میں منعقد مشاعروں کی تعداد تیرہ رہی۔

۱۹۶۳ء میں سات مشاعرے نشر کیے گئے۔

۱۹۶۴ء میں صرف ایک کل پاکستان مشاعرہ ۲۳ر مارچ کو یوم پاکستان کے موقعے پر منعقد کیا گیا۔

۱۹۶۵ء میں بھی صرف ایک بہاریہ مشاعرہ ۲۸ر مارچ کو منعقد کیا گیا۔

۱۹۶۶ء میں ۲۵ر جولائی سے ۳۰ر جولائی تک ہفتہ خواتین منایا گیا جس کے پہلے دن خواتین کے مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں ۲۶ شاعرات نے شرکت کی تھی جن میں بیگم خورشید صدیق علی خان، زاہدہ خلیق الزماں، سروری عرفان اللہ، سعیدہ عروج مظہر، وحیدہ نسیم، طلعت اشارت اور سلطانہ مہر شامل تھیں۔[۲۲]

۱۹۶۷ء میں دو مشاعرے یکم اپریل اور ۳ر دسمبر کو پیش کیے گئے۔ ۳ر دسمبر کا مشاعرہ رمضان المبارک کی مناسبت سے نعتیہ مشاعرہ تھا۔

۱۹۶۸ء میں ۱۳ مشاعرے ہوئے جن میں ۸ر جون کو ربیع الاوّل کی مناسبت سے مشاعرے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

ریڈیو پاکستان کراچی نے مشاعرے کی روایت کو نشریات کے آغاز سے برقرار رکھا ہوا ہے مگر ساٹھ کی دہائی میں پہلے کی نسبت بہت کم مشاعرے ہوئے عموماً اہم قومی دنوں پر ان کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں کل آٹھ مشاعرے ہوئے جن میں ایک نعتیہ مشاعرہ اور ایک یوم آزادی کے حوالے سے کل پاکستان مشاعرہ تھا۔ ۱۵ر فروری ۱۹۶۹ء کو ''غالب'' کے صد سالہ یوم وفات کی رات اس عظیم شاعر کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک کل پاکستان محفل مشاعرے کا انعقاد کیا گیا تھا جسے پاکستان کے تمام ریڈیو اسٹیشنوں سے براہِ راست نشر کیا گیا۔

۱۹۷۰ء میں پانچ مشاعرے نشر کیے گئے جن میں ۲۴ر ستمبر کو نعتیہ مشاعرہ ہوا اس کے علاوہ مختلف قومی اور مذہبی موقعوں پر مشاعروں کا انعقاد کیا گیا۔

۱۹۷۱ء میں چھے مشاعرے اور ۱۹۷۲ء میں صرف دو مشاعرے ۱۴؍اگست اور ۲۰؍دسمبر کو منعقد کیے گئے

۱۹۷۱ء کی جنگ اور سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد ملک کی فضا میں ناامیدی اور مایوسی پھیل رہی تھی ایسے حالات میں قوم کی نئی شیرازہ بندی کی ضرورت تھی۔ ۱۴؍اگست کا مشاعرہ اس مقصد کے تحت مختلف زبانوں کے شاعروں کو مدعو کر کے منعقد کیا گیا تھا۔ اس مشاعرے میں جوش ملیح آبادی نے اپنا ولولہ انگیز کلام ''پیامِ تمکین و تفکر'' کے عنوان سے سنایا۔

سندھ میں بھائی چارہ اور اخوت کی فضا کو ہموار کرنے کے لیے ۲۰؍دسمبر ۱۹۷۲ء کو ایک مشاعرہ ''اردو سندھی'' کے عنوان سے نشر کیا گیا جس میں اردو اور سندھی زبان کے شاعروں کو مدعو کیا گیا۔

۱۲؍ربیع الاوّل کی مناسبت سے یکم اپریل ۱۹۷۳ء کو ایک نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس میں قومی اور علاقائی زبانوں کے شعرائے کرام نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

۱۹۷۴ء میں صرف دو مشاعرے ۱۴؍اگست اور ۱۱؍ستمبر کو منعقد ہوئے۔

یومِ آزادی پر منعقدہ مشاعرے میں شعرائے کرام نے ملی اور قومی جذبات کو اشعار میں پیش کیا جب کہ ۱۱؍ستمبر کے مشاعرے میں قائداعظم کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔

مشاعروں کے ساتھ شعرا کی غزل خوانی کے پروگرام بھی ۱۹۴۸ء ہی سے ریڈیو پاکستان کراچی سے مختلف ناموں مثلاً ''دیوان''، ''کلام شاعر بزبانِ شاعر''، ''میرا کلام'' پیش کیے جاتے رہے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں ''نوائے شاعر'' کے نام سے ۹ پروگرام پیش کیے گئے۔

۱۹۷۵ء میں صرف ایک نعتیہ مشاعرہ ربیع الاوّل میں منعقد کیا گیا۔

۱۹۷۶ء میں صرف دو مشاعرے ۱۲؍مارچ عید میلاد النبیؐ پر، ۱۴؍اگست یومِ آزادی پر منعقد کیے گئے۔

۱۹۷۷ء میں عید میلاد النبیؐ پر ایک مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔

۱۹۷۸ء میں ۹ مشاعرے ہوئے۔ ۱۴؍اگست کو یومِ آزادی پر خواتین مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس میں خواتین نے وطن اور ملت سے محبت پر مبنی کلام سنایا مشاعرے کی صدارت بیگم خورشید مہ لقا خان نے کی خواتین شعرا میں شاہدہ حسن، پروین شاکر، سلطانہ مہر، اقبال نگار، پروین فنا سید اور بشریٰ شمس کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ۲۳؍اگست کو خواتین کے نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کیا گیا۔ ۱۹۷۸ء کے بعد ریڈیو پاکستان کراچی پر مشاعرے قریب قریب موقوف ہو گئے۔

۱۹۸۱ء میں صرف ایک خواتین کا نعتیہ مشاعرہ منعقد کیا گیا۔

۱۹۸۹ء میں چار مشاعرے نشر کیے گئے جن میں ایک مزاحیہ مشاعرہ بھی منعقد کیا گیا۔

۱۹۹۰ء میں ۱۰ ربیع الاوّل کو نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔

۱۹۹۳ء میں مشاعروں کے انعقاد کا دوبارہ آغاز ہوا اور اگست ۱۹۹۳ء سے ہر ماہ کے آخری جمعے کو رات گیارہ بجے ایک مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔ اس طرح ۱۹۹۳ء میں پانچ مشاعرے ۲۷ر اگست، ۲۴ر ستمبر، ۲۹ر اکتوبر، ۲۶ر نومبر اور ۳۱ر دسمبر کو نشر کیے گئے۔

۱۹۹۴ء میں ہر ماہ ایک مشاعرہ منعقد کیا گیا جنوری اور فروری میں آخری جمعرات کو، مارچ سے ستمبر تک آخری بدھ کو۔ اکتوبر کی آخری جمعرات اور نومبر دسمبر میں چوتھے جمعے کو۔

۱۹۹۵ء میں کل تیرہ مشاعرے منعقد ہوئے جو ہر ماہ کے چوتھے جمعے کو رات گیارہ بج کر ۵ منٹ پر نشر کیے جاتے تھے اس کے علاوہ نومبر میں علامہ اقبال کی برسی کے موقعے پر ایک مشاعرے کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت شاعر مشرق کے بیٹے جسٹس جاوید اقبال نے کی میزبان شہزاد احمد تھے۔ مشاعرے کا عنوان تھا ''اک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو''۔

۱۹۹۶ء میں بھی تیرہ مشاعرے منعقد کیے گئے جو ہر ماہ کے چوتھے جمعے کو نشر کیے جاتے تھے اس کے علاوہ نومبر میں علامہ اقبال کی برسی پر خصوصی مشاعرہ ہوا جس میں مقامی شعرا کے علاوہ ملک کے نام ور شعرائے کرام نے بھی شرکت کی جن میں احمد ندیم قاسمی، قتیل شفائی، منیر نیازی، شہزاد احمد، مرتضیٰ برلاس، سید رضی ترمذی، امجد اسلام امجد، محسن رضوی، سلیم کوثر، گلزار بخاری، منصور احمد، جعفر شیرازی، حکم عثمانی اور ظفر اقبال کے نام قابلِ ذکر ہیں۔[۲۳]

۱۹۹۷ء میں بھی تیرہ مشاعرے منعقد ہوئے جنوری تا مارچ ہر چوتھے جمعے کو اس کے بعد اپریل تا ستمبر ہر مہینے کے آخری اتوار کو اور علامہ اقبال کی برسی پر ۹ر نومبر کو خصوصی مشاعرہ ہوا جس میں کراچی کے علاوہ دیگر شہروں کے شعرائے کرام نے بھی شرکت کی۔

۱۹۹۸ء میں ۲۲ر مئی کو ریڈیو پاکستان کی گولڈن جوبلی کے حوالے سے ایک کل پاکستان مشاعرے کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں ملک کے تمام نام ور شعرا کو مدعو کیا گیا تھا۔ رات سوا نو بجے شروع ہونے والا یہ مشاعرہ رات گئے تک جاری رہا۔ اس مشاعرے میں پہلے مرحوم شعرا کا مشاعرہ ''عدم آباد'' نشر کیا گیا ریڈیو کی لائبریری میں اَن گنت شاعروں اور ادیبوں کی آواز محفوظ ہے آواز کے اسی خزانے سے مرحوم شعرا کا کلام سنایا گیا۔[۲۴] جن شعرا کی آواز کے ریکارڈ سنوائے گئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

ذوالفقار علی بخاری، احسان دانش، عندلیب شادانی، عابد علی عابد، ناصر کاظمی، باقی صدیقی، سید آل رضا، صوفی تبسم، ارم لکھنوی، بہزاد لکھنوی، ابوالاثر حفیظ جالندھری، فیض احمد فیض اور استاد قمر جلالوی۔

اس کے بعد مشاعرہ شروع ہوا جس کی نظامت کے فرائض حمایت علی شاعر نے انجام دیے دوسرے حصے میں درجِ ذیل شعرائے کرام نے شرکت کی۔

احمد ندیم قاسمی، انور مسعود، قتیل شفائی، جون ایلیا، افتخار عارف، ضیا جالندھری، صدیق کلیم، فاطمہ حسن، خاطر غزنوی، ناصر زیدی، نوشی گیلانی، یاسمین حمید، منصورہ احمد، ثمینہ راجا، سائرہ خان، مہ جبین شیران، شہزاد احمد، امداد نظامی، محسن احسان، صابر آفاقی، عاصی کرنالی، کلیم عثمانی، اسلم انصاری، مظفر وارثی، علی احمد قمر، اکبر عباس، حسن رضوی، سوز بالائی۔

''۱۴راگست ۱۹۹۸ء کو ایک عالمی مشاعرے کا اہتمام کیا گیا''۲۵ جس میں احمد فراز، بشیر بدر، حمایت علی شاعر، شبنم رومانی، انور باری، حسن کاظمی، افضل منگلوری، عشق الہ آبادی، شاعر جمال (بھارت) تقی عابدی (امریکہ)، عائشہ روحی (سعودی عرب)، ثمینہ راجا (اسلام آباد)، پروفیسر عنایت علی خان (حیدر آباد)، محسن احسان (پشاور)، فاطمہ حسن، شاہدہ حسن، انور شعور اور ساقی امروہوی نے شرکت کی اس مشاعرے کے پروڈیوسر اقبال عظیم فریدی اور محمد نسیم الدین خان تھے۔اس مشاعرے کے چند منتخب اشعار پیش کر رہے ہیں۔

بشیر بدر:

وہ عطر دان سا لہجہ مرے بزرگوں کا رچی بسی ہوئی اردو زبان کی خوشبو

حمایت علی شاعر وطن کے حوالے سے

اے صبحِ وطن ہم تیرے سورج کی لگن میں
جلتے رہے شب بھر ماہ و انجم کی طرح سے

شبنم رومانی:

گھر میں تنہائی تھی اور درد کا سرمایا تھا تب نیا چاند دریچے میں اتر آیا تھا
اک مدبر نے لڑی تھی مری توقیر کی جنگ اک فقیرِ سخن آرا مرے کام آیا

ریڈیو سے ہر سال یومِ آزادی، یومِ پاکستان، یومِ قائد، یوم اقبال اور یومِ کشمیر کے علاوہ محرم الحرام میں محفل مسالمہ اور ربیع الاوّل میں نعتیہ مشاعروں کا باقاعدہ انعقاد کیا جاتا ہے عالمی اور کل پاکستان مشاعروں کا اہتمام بھی انھیں ایام میں ہوتا ہے ریڈیو پاکستان کے تین بڑے اسٹیشن لاہور، اسلام آباد اور کراچی ہر دو سال کے وقفے سے عالمی یا کل پاکستان مشاعرہ کرتے ہیں جو قومی نشریاتی رابطے پر ریڈیو سے نشر کیے جاتے ہیں۔

''۱۱رستمبر ۲۰۰۰ء کو 'بیادِ قائد اعظم مشاعرہ' کا اہتمام کیا گیا''۲۶ جس کی نظامت کے فرائض تاجدار عادل نے انجام دیے شعرائے کرام میں وضاحت نسیم، شاہدہ حسن، خواجہ رضی حیدر، نفیس فریدی، انور شعور،

میر وجدانی، اعجاز رحمانی، پیرزادہ قاسم اور حمایت علی شاعر شامل تھے۔

''۸رمحرم الحرام ۲۰۰۲ء کو محفلِ مسالمہ پیش کی گئی'' اس میں شریک شعرائے کرام نے جو ہدیہ سلام پیش کیے ان کے پہلے مصرعے ذیل میں درج کر رہے ہیں۔

شاہدہ حسن (میزبان)	:	دل بہ دل داستاں در داستاں ہے کربلا
اجمل سراج	:	خیال و فکر و شعور پہ چھا رہے ہیں حسین
عرفان عابدی	:	پاتا ہوں ایک سوز دروں میں حیات میں
امتیاز ساغر	:	انوار مصطفیٰ و علی میں ڈھلی ہوئی
ذکیہ غزل	:	جب زباں مہر بہ لب ہو تو قلم بولے گا
فاطمہ حسن	:	شبِ عاشور عبادت کے لیے جاگے تھے
جاوید منظر	:	زندگی بس ایک یہ ہی فکر دے کر دیکھنا
وصی تیموری	:	واللہ عجب شانِ حسینؓ ابن علیؓ ہے
انور شعور	:	اوقات جانتے ہیں سرور و نشاط کی

اس مشاعرے کے پروڈیوسر نسیم الدین خان تھے۔ ۲۷

''۲۰۰۳ء میں ایک طرحی مشاعرے کا انعقاد کیا گیا تھا مصرع طرح ''دل سے خیال دوست بھلایا نہ جائے گا'' حالی کا تھا'' ۲۸ شریک شعرا میں شاہدہ حسن، وضاحت نسیم، تاجدار عادل، اعجاز رحمانی، انور شعور، مہر وجدانی، سحر انصاری، منظر ایوبی، آفاق صدیقی وغیرہ تھے۔

''۲۰۰۴ء میں جشنِ آزادی کے حوالے سے کل پاکستان مشاعرے کا انعقاد کیا گیا تھا'' ۲۹ اس مشاعرے میں ناصر زیدی (اسلام آباد)، امداد نظامی (کوئٹہ)، شعیب بن عزیز (اسلام آباد)، سجاد بابر اور محسن احسان (پشاور)، عاصی کرنالی (ملتان)، امجد اسلام امجد اور شہزاد احمد (لاہور)، جاوید منظر، انور سراج، خالد معین، وضاحت نسیم، فاطمہ حسن، اعجاز رحمانی، صابر ظفر، انور شعور، سلیم کوثر، امتیاز ساغر، تاجدار عادل، منظر ایوبی، اور حمایت علی شاعر نے کلام سنایا نظامت کے فرائض شاہدہ حسن نے انجام دیے تھے یہ مشاعرہ قومی نشریاتی رابطے پر نشر کیا گیا تھا۔

''۲۰۰۵ء میں ریڈیو پاکستان کراچی اسٹیشن کے ڈائریکٹر جناب نثار میمن کی سرپرستی میں کراچی اسٹوڈیو میں یوم آزادی ۱۴راگست کے حوالے سے خصوصی محفل مشاعرہ منعقد کی گئی ۳۰ اس محفل مشاعرہ میں راغب مرادآبادی، سرشار صدیقی، حمایت علی شاعر، منظر ایوبی، اعجاز رحمانی، محترمہ فاطمہ حسن، گلنار آفرین، راشد نور نے شرکت کی

تھی نظامت کے فرائض شاہدہ حسن نے انجام دیے تھے۔

راغب مرادآبادی: درمانِ غم و رنج و قلق آزادی
لطف و کرم رب ملک آزادی
بجتا ہوا جلترنگ ہے آزادی
ایک ایک دل کی امنگ ہے آزادی

منظرایوبی: پروانہ تجدید وفا مانگ رہی ہے
پھر شمعِ وطن ہم سے ضیا مانگ رہی ہے

فاطمہ حسن: اپنی زمیں سے مجھ کو محبت بھی ہے بہت
اوراس زمیں کی مجھ پہ عنایت بھی ہے بہت
اپنی زمیں پہ اپنے وطن کی مکین ہوں
پرچم ہے میرے سر پہ یہ رحمت بھی ہے بہت

گلنار آفرین: آج کے دن ترے پرچم پہ میری جان نثار
آج کے دن تیری تابندہ فضاؤں کو سلام
تیری تاریخ رقم ہو گی کتاب دل پر
آج کے دن تری جاں بخش ہواؤں کو سلام [۳۱]

''۲۰۰۷ء میں ساٹھویں یوم استقلال کے موقع پر ۱۳راگست رات دس بجے ایک محفل مشاعرہ نشر کی گئی'' [۳۲] جس میں پاکستان کے مختلف شہروں سے شعرا نے شرکت کی تھی جن میں شبنم شکیل اور ثمینہ راجا (اسلام آباد)، شعیب بن عزیز ناصری زیدی، امجد اسلام امجد، شہزاد احمد (لاہور)، سجاد بابر (پشاور)، قمر رضا (ملتان)، تابش الوری (بھاولپور)، ڈاکٹر نذیر تبسم، جاوید منظر، صابر ظفر، فاطمہ حسن، امتیاز ساغر، منظرایوبی اور حمایت علی شاعر شامل تھے۔

۹رفروری ۲۰۰۸ء یوم یکجہتی کشمیر کے حوالے سے کراچی اسٹیشن سے قومی نشریاتی رابطے پر ایک محفل مشاعرہ نشر کی گئی جس کی صدارت حمایت علی شاعر نے اور نظامت کے فرائض شاہدہ حسن نے انجام دیے تھے۔ شریک شعرا میں محترمہ سحر علی، نسیم نازش، خالد معین، اجمل سراج، امتیاز ساغر، جاوید منظر، ظفر اکبرآبادی شامل تھے۔ پروڈیوسر محمد نسیم الدین خان تھے اس کا دورانیہ ۴۳ منٹ تھا۔ مشاعرے کے چند منتخب اشعار یہ ہیں:

سلیم کوثر: لوری کی رم جھم میں سونے والے بچے
گولی کی آواز سے ڈر کر اٹھ جاتے ہیں

صابر ظفر: جمالِ وادیِ کشمیر کے نشاں دیکھے
یہ وہ زمیں ہے جسے جھک کے آسماں دیکھے

سحر انصاری: ایک منزل ہے سفر جس کی طرف کب سے ہے
کیا ستم ہے کہ وہ منزل نہیں ملنے پاتی
جاگ اے اقوام عالم کے ضمیر
پڑھ مرے ماتھے کی پیچیدہ لکیر

حمایت علی شاعر: یہ سرزمیں جسے جنت نظیر کہتے ہیں
یہاں بھی رہتے ہیں اہلِ ضمیر کہتے ہیں
ہماری طرح ہے یہ بھی غریب ابنِ غریب
مگر یہ دل کے ہیں بے حد امیر کہتے ہیں۴۳

۱۴ اگست ۲۰۰۸ء کوکل پاکستان جشنِ آزادی مشاعرہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے تعاون سے منعقد کیا گیا۔ اس مشاعرے کی نظامت فاطمہ حسن صاحبہ نے کی شاعروں میں وضاحت نسیم، غضنفر ہاشمی، اجمل سراج، ممتاز اطہر، سجاد بابر، ثمینہ راجا، صابر ظفر، شعیب بن عزیز، اعجاز رحمانی، ناصر زیدی، امجد اسلام امجد، تابش الوری، انور شعور، سحر انصاری، پیرزادہ قاسم، منظر ایوبی، شہزاد احمد، اور حمایت علی شاعر کے نام شامل تھے۔ مشاعرے میں پڑھے جانے والے چند اشعار یہ ہیں:

وضاحت نسیم: ہاں عطا کرتی ہے فطرت ہر زمیں کو آسماں
بس کہ آزادی وطن کی تو ہے تاب و تواں

ثمینہ راجہ: بجا کہ سارا جہاں خوب ہے پر آنکھوں میں
زمینِ گل ہے اور اس گل زمیں کی خوشبو ہے

شعیب بن عزیز: خواہش ہے مری طرح مرے ہم وطنو کی
سوئے بھی رہیں خواب کی تعبیر بھی مل جائے

پیرزادہ قاسم: وطن میرا جذبہ محبت ہے اور اظہار پا گیا ہے
میں اس کے دامن میں بس رہا ہوں وہ میرے دل میں سما گیا ہے

منظرایوبی: بابائے قوم آپ کو ہم کیا جواب دیں
کیوں کر ادا فریضۂ الفت نہ کر سکے
یہ قدرِ زیست نذرِ خرافات ہو گئی
اور ہم اس زیاں کی وضاحت نہ کر سکے
شہزاد احمد: ہم اس زمین کو لائے ہیں آسمانوں سے
اور انتخاب کیا ہے کئی جہانوں سے [۳۴]

۲۷ر ستمبر ۲۰۰۸ء کو حسن تکلم نعتیہ مشاعرہ پیش کیا گیا۔ نظامت شاہدہ حسن کی تھی شعرائے کرام میں عنبرین حسیب، امتیاز ساغر، اجمل سراج، جاوید منظر، قمر وارثی، اعجاز رحمانی، منظر ایوبی، حمایت علی شاعر اور راغب مرادآبادی کے نام شامل ہیں۔ شعرائے کرام نے بحضور سرور کائناتؐ جو نذرانہ عقیدت پیش کیے، ان میں سے چند اشعار یہ ہیں:

شاہدہ حسن: آگہی مانگتی ہوں رمزِ بیاں مانگتی ہوں
اپنے احساس سے ایک اور جہاں مانگتی ہوں
قمر وارثی: ہر اک منظر بساطِ دید پر کچھ اور ہوتا ہے
کہ طیبہ میں نگاہوں کا سفر کچھ اور ہوتا ہے
مدینے میں جسے رہتی نہیں کچھ بھی خبر اپنی
کسی کو کیا خبر وہ بے خبر کچھ اور ہوتا ہے
منظرایوبی: حاصل جو سرخوشی مجھے حُبِ نبی سے ہے
منظر مرے وجود کی پہچاں اسی سے ہے
دنیا کی نعمتیں ہوں کہ وہ دین کی عطا
سب کچھ شہِ انام کی وابستگی سے ہے
حمایت علی شاعر: اک شخص کائنات کا محور کہیں جسے
بندہ ہے لیک بندہ اکبر کہیں جسے
راغب مرادآبادی: ساحل پہ مدینے کے سفینہ ٹھہرے
انوار کی منزل میرا سینہ ٹھہرے [۳۵]

۲۵ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو قائداعظم کے یوم ولادت کے حوالے سے ''بیادِ قائد'' مشاعرہ نشر کیا گیا۔ نظامت

کے فرائض شاہدہ حسن نے انجام دیے مشاعرے میں خالد معین، جاوید منظر، سلیم کوثر، فاطمہ حسن، رفیع الدین راز، منظر ایوبی، سرشار صدیقی، راغب مرادآبادی اور حمایت علی شاعر نے شرکت کی تھی۔ مشاعرے میں پڑھے جانے والے کلام کا انتخاب درج ذیل ہے۔

خالد معین: وسعت ذات میں سمندر تھا
عزم و ایثار کا وہ پیکر تھا

انور شعور: پیش نظر ہیں لعل و گہر اس زمین کے
کیا لائیں ہم زبان پہ شمس و قمر کے نام

سرشار صدیقی: سر سید کی سوچ تھی اور اقبال کا خواب
قائد اعظم نے جس کو تعبیر کیا

حمایت علی شاعر: وہ شخص کہ جو آج بھی نزدِ رگِ جاں ہے
وہ شخص کہ جو دل میں لہو بن کے رواں ہے [۳۶]

''۲۰۰۸ء میں ایک طویل مدت کے بعد غزل مشاعرہ ''گلشن بے خار'' نشر کیا گیا یہ بہاریہ غزل مشاعرہ قومی نشریاتی رابطے پر تمام اسٹیشنوں سے نشر کیا گیا تھا'' [۳۷] شعرائے کرام میں حمایت علی شاعر، فاطمہ حسن، سرشار صدیقی، اعجاز رحمانی، جاوید منظر، امتیاز ساغر، وضاحت نسیم، صابر ظفر، سلیم کوثر، خالد معین، اجمل سراج، عنبرین حسیب عنبر وغیرہ کے نام شامل تھے۔ نظامت شاہدہ حسن نے کی تھی۔

۶ر جنوری ۲۰۰۹ء محرم الحرام کی ۸ تاریخ کو ایک محفل مسالمہ رات گیارہ بجکر پانچ منٹ پر پیش کی گئی پروڈیوسر محمد نسیم الدین خان تھے شعرائے کرام میں ذوالفقار نقوی، عنبرین حسیب عنبر، خالد معین، نسیم نازش، امتیاز ساغر، جاوید منظر، سلیم کوثر، انور شعور، اعجاز رحمانی، منظر ایوبی، سرشار صدیقی اور راغب مرادآبادی وغیرہ شامل تھے۔ شعرائے کے نذرانہ سلام و مدحت میں سے انتخاب درج ذیل ہے۔

ذوالفقار حسین نقوی: سلام اے احمدؐ مرسل کے دل نشیں شبیر
تمھارے حق میں اتر آئی آیۂ تطہیر

عنبرین حسیب عنبر: شبیر کو غرض تو فقط بندگی سے ہے
یہ تربیت جنابِ بتولؓ و علیؑ سے ہے

خالد معین: اگرچہ عام اب رسمِ وفا ہے
مگر یہ سلسلہ تم سے چلا ہے

انورشعور: کوہِ گراں غموں کا اٹھایا حسینؓ نے
لیکن شعور سر نہ جھکایا حسینؓ نے

اعجاز رحمانی: دنیا میں کردار حسینی زندہ تھا اور زندہ ہے
آج تلک اسلام کا سورج تابندہ تھا تابندہ ہے

منظرایوبی: شعور و فکر کی روشن کتاب تیری ذات
جہاد حق کا مکمل نصاب تیری ذات[۳۸]

''۲۳ر مارچ ۲۰۰۹ء کے حوالے سے ایک عالمی مشاعرہ نشر کیا گیا''[۳۹] جس کی نظامت شاہدہ حسن نے کی تھی مشاعرے میں شریک شعرا کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ ذکیہ غزل، ذکی عثمانی، انورسراج، نشان معراج، فاطمہ حسن، انورشعور، ساقی امروہوی (کراچی)، عنایت علی خان (حیدرآباد)، ثمینہ راجہ، انورمسعود (اسلام آباد)، خاطر غزنوی، محسن احسان (پشاور)، حسن کاظمی، انور باری، افضل منگلوری، شاعر جمالی، عتیق الہ آبادی، شہاب ردولوی (بھارت)، تقی عابدی (امریکہ)، عائشہ روحی (سعودی عرب)۔

''۲۳ر مارچ کے حوالے سے ایک کل پاکستان مشاعرہ بھی منعقد کیا گیا تھا''[۴۰] جس میں ریحانہ روحی، ذکیہ غزل، فاطمہ حسن، اجمل سراج، انورشعور، ثمینہ راجا، انورمسعود، خاطر غزنوی، محسن احسان، ساقی امروہوی وغیرہ نے شرکت کی نظامت محترمہ شاہدہ حسن کی تھی۔

''۱۴ر اگست ۲۰۰۹ء کو رات گیارہ بج کر پانچ منٹ پر جشن آزادی کے موقع پر خصوصی محفل مشاعرہ نشر کی گئی''[۴۱] نظامت کے فرائض شاہدہ حسن نے انجام دیے۔ دیگر شعرا میں وضاحت نسیم، فاطمہ حسن، امتیاز ساغر، اجمل سراج، سلیم کوثر، اعجاز رحمانی، صابر ظفر، انورشعور، پیرزادہ قاسم، منظرایوبی، سحر انصاری اور حمایت علی شاعر شامل تھے۔

''ستمبر ۲۰۰۹ء میں ۱۱ر ستمبر کو 'بیادِ قائد' مشاعرہ نشر کیا گیا''[۴۲] اس مشاعرے میں نظامت کے فرائض ڈاکٹر اقبال پیرزادہ نے انجام دیے دیگر شعرائے کرام میں شاداب واسطی، اجمل سراج، اقبال مجید، وضاحت نسیم، امتیاز ساغر، جاوید منظر، خواجہ رضی حیدر، اور انورعزمی نے شرکت کی۔

ریڈیو پاکستان کراچی سے نشر ہونے والا واحد طویل ترین پروگرام ''بزم طلبا'' جو ۱۹۵۰ء سے تاحال بغیر کسی تعطل کے جاری ہے، میں بھی مختلف مواقع پر مشاعرے منعقد کیے جاتے ہیں جس میں طلبا اور اساتذہ اپنا کلام سناتے ہیں ''بزم طلبا'' کے ان مشاعروں نے نوجوانوں میں شعری ذوق کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان میں سے کئی طلبا آج ملک کے نامور شعرا میں شمار ہوتے ہیں کیوں کہ بعض مرحوم جن میں نقاش

کاظمی، نصیر ترابی، جاوید منظر، پروین شاکر، فاطمہ حسن، شاہدہ حسن شامل ہیں۔

آج کل ایف ایم ریڈیو سے گیت غزل ٹائم کے نام سے ایک پروگرام ہفتے میں تین دن رات دس سے بارہ بجے تک نشر کیا جاتا ہے۔ جس میں ٹیلی فون پر سامعین بیت بازی میں حصہ لیتے ہیں دوسرے دن مصرع طرح پر نئے لکھنے والے جو غزل ارسال کرتے ہیں وہ سنائی جاتی ہے اور میزبان یاسر قاضی اصلاح کرتے ہیں تیسرے دن رہنمائے سخن میں شعر گوئی کے رموز سکھائے جاتے ہیں۔ گویا یہ جدید ترین ریڈیائی مشاعرے کا ایک انداز ہے ریڈیو کے دیگر پرائیوٹ چینل بھی مشاعروں کا انعقاد کرتے ہیں۔

ریڈیائی مشاعرے ایک طویل سفر طے کر کے عہد حاضر تک آ پہنچے ہیں اور شعر وادب کے فروغ کے ساتھ ریڈیائی مشاعروں سے قدیم مشاعروں کی روایات میں چند تبدیلیاں بھی واقع ہوئی ہیں۔

۱۔ ریڈیو مشاعرے کے سامعین چوں کہ مشاعرے کے محل وقوع سے دور ہوتے ہیں اس لیے ان کو مشاعرے کی فضا اور ماحول میں شامل کرنے کے لیے جو وہاں موجود سامعین کو حاصل ہوتی ہے نظامت کا آغاز کیا گیا ناظم مشاعرہ شعرا کے تعارف کے ساتھ اپنی گفتگو سے ماحول کی بھرپور عکاسی بھی کرتا ہے نیز شاعر اور سامع کے درمیان ایک رشتہ افہام وتفہیم قائم کرنے میں معاون ہوتا ہے ریڈیو مشاعروں سے یہ روایت عام مشاعروں میں بھی رواج پا کر اب تو ایک فن بن چکی ہے۔

۲۔ عام مشاعروں میں شعرا کے تقدم اور تاخر کا خاص خیال رکھا جاتا تھا لیکن ریڈیو مشاعروں میں آغاز ہی سے اسے انتظامی مسئلہ تسلیم کیا گیا۔ بزرگ شعرا کا احترام تو قائم رہا مگر شاعروں کی ترتیب میں سامعین کی پسند ناپسند کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔

۳۔ شاعروں کی ترتیب ادبی مرتبہ کے لحاظ سے نہیں رکھی جاتی بلکہ خیال رکھا جاتا ہے کہ سب خوش گلو شعرا ایک ساتھ اور تحت الفظ پڑھنے والے ایک ساتھ جمع نہ ہوں اسی طرح غزل اور نظم گو شعرا کی قطاریں نہ کھڑی ہو جائیں۔

۴۔ ریڈیو کے سامعین مختلف علاقوں میں بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اس لیے ان کے ذوق اور رجحان کو پیشِ نظر رکھ کر شعرا کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

۵۔ ریڈیائی مشاعروں میں سامعین کی تعداد عموماً بہت کم ہوتی ہے اسٹوڈیو کی گنجائش اور دیگر انتظامی امور کے پیشِ نظر مخصوص افراد ہی مدعو کیے جاتے ہیں اس لیے داد بیداد کی وہ فضا اور ماحول نہیں بنتا جو عام بڑے مشاعروں میں ہوتا ہے۔

۶۔ مشاعرے میں سامعین کی داد بیداد کی شکل میں جو ردِ عمل فوراً ظاہر ہوتا ہے وہ ریڈیو پر ممکن نہیں جو

سامعین اسٹوڈیو میں موجود ہوتے ہیں وہ خود کو ریڈیو کے سامعین کے سامنے محسوس کرتے ہیں اس لیے ان کا ردِعمل بے ساختہ نہیں ہوتا۔

۷۔ سامعین کا وہ بڑا حلقہ جو پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے ان کی داد بیداد چند دنوں بعد ہی خطوط، ٹیلی فون اور ای میل کے ذریعے شاعر یا پروڈیوسر تک پہنچتی ہے۔

۸۔ ریڈیو مشاعرے عموماً رات گئے نشر کیے جاتے ہیں

۹۔ ریڈیو مشاعروں میں عموماً مخصوص شعرا ہی مدعو کیے جاتے ہیں کیوں کہ گروہ بندیاں اور تعلقات یہاں بھی کام کرتے ہیں

۱۰۔ ریڈیو پر قومی اور مذہبی تہواروں اور رہنماؤں کے دنوں پر جو مشاعرے منعقد ہوتے ہیں ان میں اس دن اور شخصیت کے حوالے سے ہی کلام پیش کیا جاتا ہے خالص بہاریہ غزل مشاعروں کا رواج کم ہو گیا ہے، طرحی مشاعروں کی روایت تقریباً ختم ہو گئی ہے۔

تقسیم سے قبل اور بعد کے ابتدائی عشرے میں ہمارے معاشرے میں ریڈیو کو جو اہمیت اور مقبولیت حاصل تھی اس کے سبب ریڈیائی مشاعروں کی بھی خاص اہمیت تھی کوئی شاعر ذاتی پسند ناپسند یا گروہ بندی کی وجہ سے ریڈیو کے مشاعروں سے دور رہنا پسند نہ کرتا تھا کیوں کہ اس طرح وہ ایک بڑے حلقۂ سامعین سے محروم ہو جاتا، ریڈیو نے اس دور میں شعروادب کی ترقی اور نو وارد شعرا کے تعارف اور تربیت میں اہم کردار ادا کیا شاعروں کو ملک گیر شہرت عطا کرنے والے ریڈیو مشاعرے ہی تھے، ریڈیو علم وادب کی ترقی کا اہم مرکز تھا آج صورت حال بہت مختلف ہے دیگر برقی ذرائع ابلاغ کی ترقی کے بعد ریڈیو کی وہ پہلی سی اہمیت باقی نہیں رہی، ریڈیو کے سامعین کی تعداد ٹیلی ویژن کے ناظرین کے مقابلہ میں بہت کم ہے پھر ادبی پروگراموں اور مشاعروں کے سامعین تو صرف اہل ذوق کی ایک محدود تعداد پر مشتمل ہے۔ سامعین کی تعداد میں کمی کی ایک وجہ ان مشاعروں کا رات گئے نشر کیا جانا بھی ہے، دیگر کمرشل پروگراموں کی طرح اس کی بھی بار بار تشہیر کی جائے تو سامعین میں اضافہ ہوگا۔ عہد رواں میں شعروادب کے فروغ کے لیے جدید ترین ذریعوں سے بھی بھرپور کام لیا جا رہا ہے ایسے ماحول میں ریڈیو پر باقاعدہ مشاعروں کا انعقاد اس امر کی دلیل ہے کہ ریڈیو شعروادب کے فروغ اور سامعین کے ادبی ذوق کی تربیت اور تسکین کے لیے آج بھی فعال ہے۔

سامعین کے ذوق کی تربیت اور تسکین کے حوالے سے بھی ریڈیو جو کردار ادا کرتا ہے وہ دیگر ذرائع نہیں کر سکتے کیوں کہ ریڈیو جہاں کہیں سنا جا رہا ہوتا ہے آس پاس مختلف کاموں میں مصروف افراد کی سماعتوں کو بھی متاثر کرتا ہے اس طرح شوق اور دل چسپی پیدا ہوتی ہے اور ذوق تربیت اور تسکین پاتا ہے ریڈیو

مشاعروں میں اب بھی جن ادبی اور تہذیبی روایات کا خیال رکھا جاتا ہے وہ دیگر پروگراموں میں مفقود ہیں یہ مشاعرے ہماری ادبی اور تہذیبی روایتوں کی باقیات ہیں جو ریڈیو کے ذریعے معاشرے کو بھی متاثر کرتی ہیں۔

قومی نشریاتی رابطے پر پیش کیے جانے والے مشاعرے جہاں مختلف شہروں کے شعرا کو ایک ساتھ سننے کا موقع فراہم کرتے ہیں وہیں قومی یکجہتی کا بھی مظہر ہیں اسی طرح عالمی مشاعرے اردو کی عالم گیر وسعت اور مقبولیت کا ثبوت بھی ہیں۔اردو مشاعروں کے زیر اثر علاقائی زبانوں میں بھی مشاعروں کے انعقاد نے فروغ حاصل کیا ہے نئی نسل میں ان کے ذریعے شعروادب کا ذوق پروان چڑھنے نیز فکرسخن کی طرف مائل ہونے کا امکان بھی موجود ہے۔

آج کی مصروف زندگی میں ادب کا ذوق رکھنے والے بے شمار لوگ اتنا وقت نہیں نکال سکتے کہ شہر میں ہونے والے بڑے بڑے مشاعروں میں رات گئے تک بیٹھے رہیں،نجی اور خصوصی مشاعروں تک ان کی رسائی نہیں پھر خواتین جو عموماً پرہجوم محفلوں میں شرکت نہیں کرتیں ان کے ذوق کی تسکین کا ذریعہ یہ مشاعرے ہی ہیں ریڈیو کے سامعین چند روز بعد خطوط، ٹیلی فون ،ای میل وغیرہ کے ذریعے جن آراء کا اظہار کرتے ہیں وہ شاعر اور پروڈیوسر کی حوصلہ افزائی اور تعمیری تنقید کا کام کرتی ہیں۔

ریڈیائی مشاعروں کی ساٹھ سالہ کارکردگی کا یہ سرسری جائزہ اس کی اہمیت اجاگر کرنے کی ایک سعی ہے کسی بھی معاشرے میں شعروادب کا فروغ ایک تعمیری رجحان کا مظہر ہوتا ہے اور ذرائع ابلاغ کا کردار اس سلسلے میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔سالہا سال سے قائم اس روایت میں اب پہلے جیسی سرگرمی اور تسلسل باقی نہیں رہا جسے دوبارہ قائم ہونا چاہیے۔

حواشی:

۱۔ 1 Nihal Ahmed, History of Radio Pakistan, 2005, Pg: 66-67

۲۔ ڈاکٹر محمد اقبال خان اسدی: ''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی وادبی خدمات''،ص ٦٦۔

۳۔ علی جواد زیدی،تاریخ مشاعرہ،۱۹۹۲ء،ص ۲۳۵۔

۴۔ عزیز حامد مدنی،جدید اردو شاعری حصہ دوم،۱۹۹۴ء،ص ۴۷۔

۵۔ ڈاکٹر محمد اقبال خان اسدی: ''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی وادبی خدمات''،۲۰۱۱ء،ص ۴۷۔

٦۔ علی جواد زیدی: ''تاریخ مشاعرہ''،۱۹۹۲ء،ص ۲۳۵۔

۷۔ تابش دہلوی،جگر مرادآبادی کچھ یادیں مشمولہ جگر شخصیت اور شاعری،اطہر ضیائی،ص ۱۱۲۔۱۱۱۔

۸۔ جمیل احمد زبیری: ''یادِ خزانہ''،۱۹۹۳ء،ص ۴۳۔

۹۔ گفتگو: سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) نسیم الدین خان، نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر، کراچی، ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۹ء

۱۰۔ حمید نسیم، ناممکن کی جستجو، ۱۹۹۰ء، ص ۲۷۴۔

۱۱۔ ڈاکٹر محمد اقبال خان اسدی: ''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی وادبی خدمات''، ص ۲۲۲۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۳۔۲۲۲۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۲۳ تا ۲۲۵۔

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۳۲ تا ۲۳۱۔

۱۵۔ ایضاً، ص ۲۳۹۔

۱۶۔ ایضاً، ص ۲۳۹۔

۱۷۔ ایضاً، ص ۲۵۰۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۲۵۲۔۲۵۱۔

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۵۷۔۲۵۶۔

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۶۶۔۲۶۴۔

۲۱۔ ڈاکٹر اسلم فرخی: '' ریڈیو پاکستان ایک سہانا خواب''، مطبوعہ 'سمعیہ' (ریڈیو پروگرام کی تیاری کا عمل)، ص ۳۴۳۔۳۴۴۔

۲۲۔ زبیری، جمیل احمد، یادِ خزانہ، ۱۹۹۳ء، ص ۱۲۵۔

۲۳۔ ڈاکٹر محمد اقبال خان اسدی: ''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی وادبی خدمات''، ص ۳۸۵۔

۲۴۔ ایضاً، ص ۳۸۹۔

۲۵۔ گفتگو سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) بمقام نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی ۶ جنوری ۲۰۱۰۔
نسیم الدین صاحب نے یہ مشاعرہ ریڈیو کی آڈیو لائبریری کے ٹیپ پر سنوایا جس کے چند اشعار درج کیے گئے ہیں

۲۶۔ گفتگو سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) بمقام نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی ۶ جنوری ۲۰۱۰۔

۲۷۔ آڈیو ٹیپ مخزونہ ریڈیو پاکستان کراچی سینٹر آڈیو لائبریری نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی سماعت ۸ جنوری ۲۰۱۰۔

۲۸۔ گفتگو سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) بمقام نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی ۸ جنوری ۲۰۱۰۔

۲۹۔ ایضاً۔

۳۰۔ آڈیو ٹیپ مخزونہ ریڈیو پاکستان کراچی سینٹر آڈیو لائبریری نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی سماعت ۱۲ جنوری ۲۰۱۰۔

۳۱۔ ایضاً۔

۳۲۔ گفتگو سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) بمقام نیو براڈ کاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی ۱۲ جنوری ۲۰۱۰۔

۳۳ آڈیو ٹیپ مخزونہ ریڈیو پاکستان کراچی سینٹر آڈیو لائبریری نیو براڈکاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی سماعت ۱۶جنوری۲۰۱۰۔

۳۴ ایضاً۔

۳۵ ایضاً۔

۳۶ ایضاً ۱۸جنوری۲۰۱۰۔

۳۷ گفتگو سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) نیو براڈکاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی ۱۹جنوری۲۰۱۰۔

۳۸ آڈیو ٹیپ مخزونہ ریڈیو پاکستان کراچی سینٹر آڈیو لائبریری سماعت ۱۹جنوری۲۰۱۰۔

۳۹ گفتگو سینئر پروڈیوسر (ادبی پروگرام) نیو براڈکاسٹنگ ہاؤس سوک سینٹر کراچی ۲۳جنوری۲۰۱۰۔

۴۰ ایضاً۔

۴۱ ایضاً۔

۴۲ ایضاً۔

فہرستِ اسنادِ محوّلہ:

۱۔ اسدی، خان، محمد اقبال، ڈاکٹر:۲۰۱۱ء، ''ریڈیو پاکستان کراچی کی پچاس سالہ علمی و ادبی خدمات'' شہزاد کراچی۔

۲۔ حمید نسیم:۱۹۹۰ء، ''ناممکن کی جستجو''، اوّل، فضلی سنز، کراچی۔

۳۔ زبیری، جمیل احمد:۱۹۹۳ء، ''یاد خزانہ''، مکتبہ دانیال، کراچی۔

۴۔ زیدی، علی جواد:۱۹۹۲ء، ''تاریخ مشاعرہ''، علی جواد زیدی، ممبئی۔

۵۔ ضیائی، اطہر (مرتب):۱۹۹۳ء، ''جگر شخصیت اور شاعری، دبستان جگر دارالفرحت''، کراچی۔

۶۔ مرتضٰی، متین الرحمٰن (مرتب):۱۹۹۹ء، سمعیہ (ریڈیو پروگراموں کی تیاری کا عمل)، صیغہ مطبوعاتی ابلاغ عامہ، کراچی۔

۷۔ مدنی، عزیز حامد:۱۹۹۴ء، ''جدید اردو شاعری''، حصہ دوم، انجمن ترقی اردو، کراچی۔

۸۔ Nihal ahmed History of Radiopakistan Oxford 2005